

باسمہ تعالیٰ . حامداً و مصلياً

## مکتوبِ گرامی

ڈاکٹر مفتی محمد مظہر بقا

”السیرہ“ کے پہلے شمارے میں ڈاکٹر مفتی محمد مظہر بقا صاحب مدظلہم کا مضمون بعنوان ”سیرت رسول اور سائنسی تجربیت کی روحانی بنیادیں“ شائع ہوا تھا، اس پر ”نقطہ نظر“ کے اکتوبر ۱۹۹۹ء کے شمارے میں تنقید کی گئی تھی، اس مضمون کے بعض پہلوؤں پر دوسرے حلقوں میں بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا گیا تھا، مفتی صاحب نے نقطہ نظر کی تنقید کے جواب میں ہماری درخواست پر یہ مکتوبِ گرامی ارسال فرمایا ہے، یہ مکتوب ایسے وقت موصول ہوا، جب مجلے کی کاپیاں طباعت کے لئے پریس جاری تھیں، اس لئے اسے آخر میں جگہ دی جا رہی ہے۔

(ادارہ)

آپ کے موقر جریدے ”السیرۃ“ شمارہ نمبر ﴿۱﴾ جون ۱۹۹۹ء میں ”سیرت رسول اور سائنسی تجربیت کی روحانی بنیادیں“ کے عنوان سے میرا جو مضمون شائع ہوا ہے اس پر ”نقطہ نظر“ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں ادارے کی جانب سے تنقید کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

”مقالہ نگار کا زاویہ نظر یہ ہے کہ آج کے سائنسی حقائق ابتدا میں مفروضے

(Hypothesis) تھے۔ جب تجربات نے ان مفروضوں پر مہر تصدیق ثبت

کر دی تو یہ مفروضات سے حقائق بن گئے۔ انبیاء کرامؑ کے معجزات کو بطور

مفروضہ لے کر سائنسدانوں نے انہیں حقائق بنایا ہے۔“

اس کے بعد لکھتے ہیں!

”تفصیلات میں مقالہ نگار کی سوچ کا انداز وہی ہے جو بالعموم قرآن اور سائنس کی

مطابقت ثابت کرنے کے لئے جو ساری سوسائٹیاں کا نئے تکرار اہل قلم نے اختیار

”کیا ہے۔“

اور آخر میں لکھا ہے!

”یہ انداز تفہیم اسلاف کے زاویہ نظر سے خاصا مختلف ہے۔“

آپ کے توجہ دلانے پر میں نے سوچا تھا کہ اس سلسلے میں ایک مفصل مضمون لکھوں۔ لیکن یہ سوچ کر یہ ارادہ ترک کر دیا تھا کہ اس کا حاصل اس کے سوا اور کیا ہوگا کہ میری ذات الزام سے بری ہو جائے۔ اور میری ذات اگر الزام سے بری ہو بھی گئی تو یہ دین کی کوئی خدمت ہوئی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

فَلَا تَزُكُّوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ۝ (۱)

اپنے نفسوں کی پاکیزگی مت جتاؤ، وہ (اللہ) سب سے زیادہ (اس سے) واقف ہے کہ کون (اللہ سے) ڈرتا ہے۔

لیکن آپ نے پھر اس طرف توجہ دلائی جب کہ ”السیرۃ عالمی“ کے اگلے شمارے کی اشاعت میں صرف ایک ماہ باقی ہے اور اسکے تمام مضامین تیار ہو چکے ہیں۔ اس لئے غلت میں چند باتیں تحریر کر رہا ہوں۔ اور جب لکھنا ہی ہے تو کچھ اپنے بارے میں بھی سہی۔ اللہ کا کرم اور دارالعلوم دیوبند سے فراغت کا طفیل ہے کہ میں عقیدہ ماتری اشعری ہوں، فقہی مسلک کے اعتبار سے حنفی ہوں اور ہزار علمی اور عملی کوتاہیوں کے باوجود اسلاف کی اتباع کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہوں، نقشبندی مجددی سلسلہ تصوف سے وابستگی نے اس رنگ کو مزید پختہ کر دیا ہے۔ ایم۔ اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی کر لینے کے باوجود میرے دامن پر ناروا جدیدیت اور اسلاف سے انحراف کی کم از کم علمی اور ذہنی طور پر کوئی چھینٹ بھی نہیں پڑی۔

میرے بارے میں تنقید نگار کی وہ رائے جس پر خط کشید کر دیا گیا ہے، اس کا نشانیا تو میری تحریر کا نقص ہے یا یہ کہ تنقید نگار نے مضمون کو غور سے نہیں پڑھا۔

میں نے اپنے مضمون میں قرآن اور سائنس کی تطبیق کی کوئی کوشش نہیں کی۔ میرے مضمون کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ روحانی دور میں (جو پیغمبر اسلام، صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تک اپنے کمال کے آخری مرحلے پر پہنچ چکا ہے) روحانی اور معجزاتی طریقوں سے جو حقائق وجود میں آچکے ہیں، انہیں حقائق نہ سہی (اگرچہ ان سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں) اگر مفروضے کی حد تک مان کر بھی موجودہ سائنس علمی کاوش کر لے تو کچھ بعید نہیں کہ وہ سائنس

کے استدلالی اور تجربیاتی طریقوں سے بھی حقائق بن کر سامنے آجائیں۔  
یہ قرآن اور سائنس کی تطبیق کی کوشش نہیں بلکہ صرف ایک تجویز ہے۔ کیا کوئی  
تجویز پیش کرنا بھی اسلاف کے طریقے سے انحراف ہے؟  
میں نے اپنے مضمون کی تائید میں امام العصر حضرت انور شاہ کشمیری کا یہ قول بھی  
تمہید کے طور پر پیش کیا ہے:

”امت میں سائنس اور طبیعیات میں جو حیرت انگیز ترقیاں ہوئی ہیں، انبیاء علیہم  
السلام کے معجزات میں ان کی نظیریں موجود ہیں اور انبیاء کرام کے معجزات میں یہ  
چیزیں قدرت نے اس لئے ظاہر کرائیں کہ یہ آئندہ امت کی ترقیات کے لئے  
تمہید ثابت ہوں“ (۲)

غور کیا جائے تو حضرت کشمیری نے جس سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے میرا مضمون  
اسی کوزے کے کچھ رشحات ہیں۔ حضرت کشمیری کی طرح میں نے بھی اپنے مضمون کو قرآن  
کریم اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک محدود نہیں رکھا بلکہ ان کی طرح میرا فکری  
انفق بھی بہت وسیع ہے۔ سارے ہی انبیاء اور تمام سماوی ادیان تک پھیلا ہوا ہے۔  
تقدید نگار نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اگر ان کی تقدید کا نشانہ میں بننا ہوں تو حضرت  
کشمیری بھی اس کی زد سے نہیں بچتے۔ اور جس تیر کا ٹنچر حضرت کشمیری بنیں اگر میں بھی اس کا  
ہسل بن جاؤں تو میں اسے خوش نصیبی سمجھتا ہوں۔  
تقدید نگار نے میرے اس مضمون کی وجہ سے مجھے جوہری اور مورلیس بکائیے کے  
طرز کا تتبع شمار کیا ہے۔

مورلیس بکائیے کے افکار سے میں واقف نہیں۔ البتہ جوہری کی تفسیر جتہ جتہ نظر  
سے گزری ہے۔ اس لئے جوہری کے افکار اور سلف صالحہ سے انحراف کے بارے میں بھی کچھ  
عرض کر دوں۔

میں قرآن کریم کو بنیادی طور پر کتاب ہدایت مانتا ہوں لیکن قرآن کریم نے  
ہدایت کے جو اسالیب اختیار فرمائے ہیں ان میں عجائباتِ قدرت اور آیاتِ کونہ میں غور و  
فکر کے احکام بیسیوں مقامات پر موجود ہیں۔

جمہور مفسرین کے بقول قرآن کریم میں آیات احکام کی تعداد (۵۰۰) ہے اور ایسی  
آیات جن میں استنباطی طور پر نہیں بلکہ صریح طور پر کوئی حکم بیان کیا گیا ہو، بقول جوہری ۱۵۰

سے زیادہ نہیں جبکہ ایسی آیات جن میں فلسفیانہ افکار یا کوئی آیات سے متعلق صریح یا اشاراتی ذکر ہے ان کی تعداد جو ہری ہی کے قول کے مطابق ۷۵۰ سے متجاوز ہے۔

قرآن کریم میں مذکور آیات کو نبی پر ذرا غور تو کیا جائے، آسمانوں اور زمین کی تخلیق، رات و دن کا اختلاف، سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کی آمد و رفت، ہواؤں کا چلنا اور بادلوں کو دور و دراز مقامات پر لے جانا، شمس و قمر کا مقررہ اوقات میں طلوع و غروب، زمین میں پہاڑوں کا میٹھوں کی طرح گڑا ہونا، اور ان کی حکمت، مٹی سے انسان پیدا کرنا، پانی کے قطرے کو رحم مادر میں داخل کر کے نطفہ، علقہ، مضغ کے مرحلوں سے گزارتے ہوئے ہڈیوں پر گوشت چڑھانا اور ایک مقررہ مدت میں جنین کی تکمیل کے بعد ایک سوچ و بصیر انسان پیدا کر دینا اور اس طرح بکثرت آیات اور ان میں سے تقریباً ہر آیت (نشانی) کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ ایمان و ایقان والوں اور ان آیات کو نبی میں تدبر اور غور و فکر کرنے والے ارباب عقل کے لئے اللہ کی نشانیاں ہیں کہ وہ ان کے ذریعے عامیانہ طور پر نہیں بلکہ علم و استدلال کی روشنی میں ایک خالق اور اس کی قدرت کا اعتراف کر سکیں۔

اب اگر کوئی شخص سیاروں اور ستاروں کے عجائبات پر غور کرتا ہے یا کائنات کی وسعت کا اندازہ کرتے ہوئے تیرہ ارب نوری سال کے فاصلے پر واقع کہکشاں دریافت کر لیتا ہے۔ یا دور بینی مشاہدات کی بنیاد پر یہ کہتا ہے کہ کائنات پھیلتی جا رہی ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تائید ہو جاتی ہے کہ:

وَ السَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ○ (۳)

اور ہم نے آسمان کو ہاتھوں (قوت، قدرت) سے بنایا ہے اور ہم وسعت دینے والے ہیں۔

یا مثلاً قرآن کریم میں فرمایا گیا!

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ - (۴)

اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا ہے۔

اور ایک سائنسدان بھی اپنی تحقیق کی روشنی میں کہتا ہے کہ حیات کی ابتداء ایک خلیے کے پانی میں پیدا ہونے والے ایما سے ہوئی ہے۔

یا مثلاً اللہ تعالیٰ نے مٹی کے بعد نطفے سے انسانی تخلیق کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک سائنسدان اس پر غور کرتا ہے کہ کیا نطفے سے پہلے بھی تخلیق انسانی کے کچھ مراحل ہیں اور

تحقیقات کے بعد اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ ایک انسانی خلیے میں (اور دوسرے خلیا میں بھی) ایک مرکز Nucleus ہوتا ہے۔ مرکزے میں بال جیسی ساخت کے کچھ اجزاء ہوتے ہیں جنہیں کروموسومز Chromosomes کہا جاتا ہے، ان کروموسومز پر نقطے پائے جاتے ہیں، ان نقطوں کو جینز Genes کہا جاتا ہے۔ ان انسانی جینز میں جو اب تک ۴۶ کی تعداد میں دریافت ہو چکے ہیں انسان کی پوری شکل و صورت اور تمام صفات موجود ہوتی ہیں۔ اور اسی دریافت کے نتیجے میں کلوٹنگ کے عمل نے دنیا میں دھوم مچا رکھی ہے اور برقی خوردبین کی ایجاد سے نہ معلوم کیا کیا مزید انکشافات ہوتے ہیں۔ تو کیا مذکورہ امور پر غور کر کے وہ سائنسدان جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے بے اختیار یہ نہیں پکاراٹھے گا کہ:

فتبارك الله احسن الخالقين

برکت والا ہے وہ اللہ جو خالقین میں سب سے اچھا ہے۔ اور!

سُبْحَانَ اللَّهِ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ -

پاک ہے وہ اللہ جو خالقین میں سب سے اچھا ہے۔

پھر یہ کہ قرآنی حقائق (اور صحیح احادیث) اور سائنس کے دریافت کردہ حقائق میں توافق ہو گا یا تخالف۔ توافق کی صورت میں اگر مسلمان مفکر قرآنی حقائق کو اصل اور سائنسی حقائق کو مؤید کی حیثیت دیتا ہے اور تخالف کی صورت میں قرآنی حقائق کے مقابلے میں سائنسی حقائق کو دیوار پر مار دیتا ہے تو اس میں اسلاف کے طریقے سے تجاوز کرنے کے باوجود کون سی ایسی بات ہے جس پر اسے مطعون کیا جائے۔

جوہری نے اپنی تفسیر میں وحی کی آیات اور قدرت کے عجائبات میں تطبیق کی کوشش کی ہے اور جیسا کہ انہوں نے مقدمہ میں لکھا ہے اس طرز پر تفسیر لکھنے سے پہلے انہوں نے خلوتوں میں اللہ کے سامنے گڑگڑا، گڑا گڑا کر دعائیں کی ہیں۔ اس لئے اگرچہ انہوں نے اپنی تفسیر کو علوم قدیمہ و جدیدہ اور عجائبات قدرت کی تفصیلات سے بھر دیا ہے لیکن امید یہ ہے کہ ان کے قلم سے کوئی ایسی بات صادر نہ ہوئی ہوگی جس سے قرآنی حقائق کے مقابلے میں سائنسی حقائق کو ترجیح دی گئی ہو یا سائنسی حقائق کو اصل قرار دے کر قرآنی حقائق کو صرف ثانوی حیثیت دی گئی ہو۔ اس کے برخلاف انہوں نے جہاں کسی نظریے کو قرآن کے خلاف دیکھا فوراً اس کی تردید کر دی۔ مثلاً اپنی تفسیر کی انیسویں جلد میں (۵) وہ لکھتے ہیں: کہ روایتیں جن کا سردار ”زیون“ (ت ۲۶۴ ق م) ہے یہ کہتا ہے کہ اللہ اور عالم ایک ہی جوہر ہے اور اس کا یہ

قول نقل کرنے کے فوراً بعد لکھا ”وہذا کفر فی دیننا“ (یہ ہمارے دین میں کفر ہے)۔ علوم کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ ان پر کبھی جمود طاری نہیں ہوا۔ علوم ہمیشہ ترقی پذیر رہے سوائے ان علوم کے جو اپنی تکمیل کے تمام مراحل طے کر چکے ہیں، جیسے صرف و نحو وغیرہ۔

علم تفسیر کی ترقی پذیری کی بھی یہی کیفیت رہی۔ جس مفسر کو جس علم میں مہارت تھی اس نے اپنے علم کی روشنی میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی، مثلاً تفسیر القرآن بالقرآن، یا تفسیر القرآن بالجہد یا بلاغت کے پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے قرآن کی تفسیر وغیرہ۔ اس کے ساتھ انہوں نے اپنی تفاسیر میں عصری تقاضوں کو بھی ملحوظ رکھا۔

مسلمانوں میں جب مرجئہ اور معتزلہ جیسے فرقے پیدا ہوئے تو تفاسیر میں ان کے عقائد ذکر کر کے ان کی تردید بھی کی گئی۔ اور جب یونانی فلسفہ نے مسلمانوں میں فروغ پایا تو مفسرین نے ان کے باطل افکار ذکر کر کے ان کی تردید کا شیوہ بھی اختیار فرمایا۔ امام رازی نے اپنی تفسیر میں اس طرح کے تمام باطل افکار کو ذکر کر کے ان کا رد کیا۔ اس طرح کا کام اسی پیمانے پر چونکہ ان سے پہلے نہیں ہوا تھا اسی لئے علماء نے ان کی تفسیر پر تنقید کی۔

جوہری نے بھی جب عصری تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے عصری افکار کو اپنی تفسیر میں جگہ دی تو بعض علماء نے انہیں بھی مطعون کیا اور کہ دیا کہ ”فیہ کل شیءٍ إلا التفسیر“ (اس میں تفسیر کے سوا ہر چیز ہے)۔

دیکھتے جائیے، ہمارے بعد کی نسلوں کے مفسرین کن کن علوم کو اپنی تفسیروں میں سموتے ہیں، اس لئے کہ ”القرآن لا ینقضی عجائبہ“ (قرآن کے عجائب ختم ہونے والے نہیں ہیں)۔

ہمارے قرن کے بعض علماء نے بھی تفسیر و تفسیر و تفسیر کا کام کیا ہے جن میں سے ایک حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی بھی ہیں۔ علامہ عثمانی کے بارے میں تو بجا طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اسلاف کے سکہ بند تبعین میں سے ہیں۔ موصوف نے اپنے حواشی میں متعدد مقامات پر قرآن کریم کے استشہاد میں سائنسی اکتشافات کا ذکر کیا ہے۔ استیعاب کی فرصت نہیں صرف تین مقامات پر اکتفاء کرتا ہوں:

١- وَالْقَلْبُ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِي أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ (٢)

اور رکھ دینے زمین پر بوجھ (پہاڑ) کہ کہیں جھک پڑے تم کو لے کر

پر حاشیہ لکھتے ہیں ”روایات و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین ابتدائے آفرینش میں مضطربانہ طور پر ہلتی اور کانپتی تھی۔ خدا تعالیٰ نے اس میں پہاڑ پیدا کئے جس سے اس کی کچکی بند ہوئی۔ آج کل جدید سائنس نے بھی اقرار کیا ہے کہ پہاڑوں کا وجود بڑی حد تک زلزلوں کی کثرت سے مانع ہے۔“

۲۔ سورہ ”النمل“ میں وَعَلَّمَنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ، (۷)

اور ہم نے اڑنے والے جانوروں کی بولی سکھائی ہے۔

کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ”پرندے جو بولیاں بولتے ہیں ان میں ایک خاص حد تک افہام و تفہیم کی شان پائی جاتی ہے۔“ اس کے بعد جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پرندے جو بولیاں بولتے ہیں بعض اوقات ہم ان کا فرق صاف طور پر محسوس کر لیتے ہیں اور بعض اوقات ان کی بولیوں میں تفاوت کو ہم محسوس نہیں کر پاتے، لیکن ان کے ابنائے جنس سمجھ جاتے ہوں گے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ”تم کسی پوسٹ آفس میں چلے جاؤ اور تار کی مشابہ کھٹکھٹاہٹ گھنٹوں سنتے رہو، تمہارے نزدیک محض بے معنی حرکات و اصوات سے زیادہ وقعت نہ ہوگی، لیکن ٹیلیگراف ماسٹر فوراً بتادے گا کہ فلاں جگہ سے فلاں آدمی یہ بات کہہ رہا ہے۔“

چند سطور کے بعد لکھتے ہیں: ”یورپ کی جدید تحقیقات اب حیوانات کی عاقبت کو آدمی کی سرحد سے قریب کرتی جاتی ہیں، حتیٰ کہ حیوانات کی بولیوں کی ایجاد تیار کی جا رہی ہے، قرآن کریم نے خبر دی کہ ہر چیز اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کرتی ہے جسے تم نہیں سمجھتے اور ہر پرندہ اپنی صلاۃ و تسبیح سے واقف ہے۔ احادیث صحیح میں حیوانات کا تکلم بلکہ جمادات محضہ کا بات کرنا اور تسبیح پڑھنا ثابت ہے۔“

۳۔ سورۃ الزعات میں!

وَالْأَرْضُ بَعْدَ ذَلِكَ ذَحْيًا ۝ (۸)

اور زمین کو اس کے بعد صاف بچھا دیا۔

پر جو حاشیہ ہے اس میں لکھتے ہیں: ”(تنبیہ) ذلحی کے معنی راغب نے کسی چیز کو اس کے مقرر (جائے قرار) سے ہٹا دینے کے لکھے ہیں۔ تو شاید اس لفظ میں ادھر اشارہ ہو جو آج کل کی تحقیق ہے کہ زمین اصل میں کسی بڑے جرم سماوی کا ایک حصہ ہے جو اس سے الگ ہو گیا۔ واللہ اعلم!

عجیب بات ہے کہ بات جب جوہری کی ہو تو اسے اتباع سلف کے خلاف سمجھا جائے

اور جب علامہ عثمانی یا مجھ جیسے جاہل تک پہنچے تو اسے سلف کی اتباع سے انحراف قرار دیا جائے۔  
معراج کے موضوع پر تقریریں کرتے ہوئے کیا براق کی تیز رفتاری کو برسر منبر  
راکٹوں کی سرعت رفتار سے نہیں سمجھایا جاتا۔ اور کیا کمپیوٹر کی ڈسک سے نامہ اعمال کو  
سمجھانے کی کوشش نہیں کی جاتی؟

بہر حال قرآن کریم کی آیات کونہ اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے معجزات کو اس  
طرح سائنسی حقائق سے تائیدی طور پر ہم آہنگ کرنا میرے نزدیک شجرہ ممنوعہ نہیں۔  
لیکن میں نے تو اپنے مضمون میں اس طرح کی تطبیق بھی نہیں کی۔ صرف چند  
مثالیں دے کر ذہنوں کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ روحانی دور کے حقائق کو پیش نظر رکھ  
کر مادی اور سائنسی طریقہ پر بھی ان کو حقائق بنانے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ کچھ بعید نہیں کہ  
کم از کم کچھ روحانی حقائق سائنسی حقائق بھی بن سکیں۔

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه۔  
اے اللہ ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی اتباع کی توفیق عطا فرما، اور باطل کو باطل  
دکھا اور اس سے اجتناب کی توفیق نصیب فرما۔

وَأَخْرَجَ عَوَانَا مِنْ الْحَمَمِ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ

## حوالہ جات

- ۱۔ سورہ نجم، آیت ۳۲،
- ۲۔ شش ماہی ”السیرة“ عالمی، ص ۹۳،
- ۳۔ سورہ ذاریات، آیت ۷،
- ۴۔ سورہ انبیاء، آیت ۳۰،
- ۵۔ ص ۲۶۶، طبع مصطفیٰ البانی الحلبي مصر،
- ۶۔ سورہ نحل، آیت ۱۵،
- ۷۔ سورہ النمل، آیت ۱۶،
- ۸۔ سورہ نازعات، آیت ۳۰،